رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۷

بدر

عام چندہ سالانہ پیشگی چار روپے (للعہ)

ہفتہ وار اخبار جو ہر انگریزی ماہ کی ۶-۱۳-۲۰-۲۷ تاریخوں کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

ایڈیٹر محمد

جلد (۱۰) مورخہ ۶ جولائی ۱۹۲۵ء مطابق ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۴۳ھ نمبر (۱۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔ الحمد للہ (۲) خاندان رسالت و ممبران خاندان حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ و حضرت ام ناصر صاحب قبلہ مع متعلقین بہمہ نوع عافیت سے ہیں۔ (۳) اخویم حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب و برادرم خواجہ جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل سیکھوانی ۲۷ جون کو جانب شام و دمشق روانہ ہو گئے۔ موڑ تک حضرت اقدس و تمام طلباء ہر دو مدارس و جمیع احباب قادیان رخصت کرنے کے لئے گئے۔ وقت رخصت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے لمبی دعا فرمائی۔ اور ہر دو عازمین سفر کو جو محض لابتغاء مرضات اللہ بحکم امام خدمت دین و تبلیغ سلسلہ کے لئے اہل و عیال عزیز و اقارب گھر بار کو چھوڑ کر جا رہے تھے۔ گلے لگا کر معانقہ و مصافحہ کر کے رخصت کیا۔ احباب بہت بہت دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس سفر کو دین اور ہر دو مجاہدین کے لئے مشعر برکات و موجب کامیابی فرماوے۔ اور بخیریت تمام فائز المرام انکو واپس دارالامان لائے۔ آمین:۔

(۴) عید اضحےٰ بتاریخ ۲ جولائی بروز جمعرات ہوئی۔ بیرون قصبہ باغ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ نے ٹھیک ۹ بجے نماز پڑھائی۔ اور دس بجے تک خطبہ فرمایا:۔

دیارِ محبوب کی یاد

(از مولوی چراغ الدین صاحب اختر منشی فاضل فاضلکا)

ابر رحمت اس پہ برسے جو کہ آئے قادیان
مبتلا اس کا ہوا اس روز سے دیوانہ وار
کیوں نہ مثل گل کھلے یہ غنچۂ خاطر میرا
جان و دل سے میں فدا ہوتا ہوں اسکے حسن پر
درد فرقت سے تڑپتا ہوں شب و روز آہ آہ
کفر دے دینی کی بیماری کو ہو دم میں شفا
کر دیا ہے پیاس کی شدت نے مجھکو بیقرار
قادیاں کے ہجر میں میں ہو گیا زار و نحیف
میں دعا کرتا ہوں اختر تم کہو آمین اب

اسلئے ہم آب سے زیر لوائے... قادیان
جب سے میرے کان میں آئی صدائے قادیاں
نازِ و عشوہ سے اگر مجھکو بلائے قادیاں
دلربا میرے لئے ہے ہر ادائے... قادیاں
کون درد ہجر کا خط لیکے جائے... قادیاں
کیا عجب تاثیر رکھتی ہے دوائے قادیاں
لا پلاؤ مجھکو تم آب بقائے قادیاں
پھر بھی دیکھونگا کبھی میں کوچہ ہائے قادیاں

جلد تر مولا میرا مجھکو بلائے قادیاں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انتخاب اخبارات

— لنڈن کے ایک ہوٹل میں جو دنیا کا سب سے بڑا غالیچہ بچھایا گیا ہے۔ اسکا وزن اکیس ٹن مساحت ۲۳ سو مربع گز ہے۔ یعنے نصف ایکڑ کے قریب ۲۴ ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک کر دیا گیا ہے۔ اس کی تیاری کے لئے ۶۲ غالیچے ایران سے اور دو چین سے لئے گئے ہیں۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا غالیچا سمرقند کے صناعوں سے بنایا گیا ہے۔

— لنکا میں ایک عجیب الخلقت بچہ حال ہی میں پیدا ہوا ہے جسے دیکھنے کے لئے ہزاروں آدمی جایا کرتے ہیں۔ اس کی شکل بندر و الو سے زیادہ مشابہ ہے۔ الو کی طرح اس کی بھی گردن و ٹھوڑی نہیں ہے۔ آنکھیں پیشانی میں گڑی ہوئی ہیں۔ ناک نلی نفیری سر پہ ایک سینگ اور ایک چھوٹی سی دم بھی ہے۔

— انگلستان میں ایک موٹر ایجاد کی گئی ہے۔ جس کا اگلا حصہ عام موٹروں کی طرح ہوتا ہے۔ اور پچھلا حصہ ہوائی جہاز کے مانند اس میں وصف یہ ہے۔ کہ جب پوری رفتار پہ چلنے لگتی ہے۔ تو پچھلے پہیئے پروں کے زور سے اوپر کو اوٹھ جاتے ہیں۔ اور اگلے زمین پر ٹکے رہتے ہیں۔ اور سریع رفتار ہو جاتی ہے کہ بظاہر اڑتی نظر آتی ہے۔

بادشاہوں کی تنخواہیں

زمانہ کی جدت پسندی یا مزدور پارٹی کی ہمت سے اب سلطنتوں کے بادشاہ بھی ایک تنخواہ خوار کی حیثیت کے رہ گئے ہیں۔ جرمنی کے پبلسٹی بورڈ نے جو اطلاعات بہم پہنچائی ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ پُر لطف بات یہ ہے کہ سلطنت برطانیہ جس کی قلمرو کو آفتاب ایسی عالمگیر چیز بھی طے نہیں کر سکتی۔ اسکے بادشاہ کا نمبر ان تنخواہ خواروں میں تھرڈ ہے ذیل کے نقشہ سے حقیقت ہذا کا مشاہدہ کیجئے۔

نمبر	نام	مشاہرہ
۱	شاہ سیام	۳۵ لاکھ پونڈ
۲	شاہ اٹلی	۳۲ " "
۳	شاہ انگلستان	۲۹ " "
۴	شاہ جاپان	۲۲ لاکھ ۵۰ ہزار پونڈ
۵	شاہ ہسپانیہ	۱۷ لاکھ ۷۵ " "
۶	شاہ بلجیم	۱۰ " " " "
۷	شاہ سرویہ	۶ لاکھ ۵۵ ہزار سو "
۸	شاہ رومانیہ	۵ لاکھ پونڈ
۹	شاہ سویڈن	۴ لاکھ ۶۲ ہزار ۶ سو "
۱۰	شاہ بلغاریہ	۴ لاکھ پونڈ
۱۱	شاہ ڈنمارک	۳ " "
۱۲	شاہ ناروے	۲ لاکھ ۲۴ ہزار پونڈ

ناظرین فاروق کو عید مبارک

۲۰ جون کو مقدمہ بلوہ غیر احمدیان میں جو ہمارے دو لڑکوں کو عدالت بادا دسوندھا سنگھ صاحب مجسٹریٹ گورداسپور نے چار چار ماہ قید محض کی سزا دی تھی۔ اس کا اپیل ۲۷ جون کو بمقام ڈلہوزی داخل ہوا۔ اور ۴ جولائی کو صاحب سشن جج بہادر نے سزاء قید سے دونوں کو بری کر دیا۔ اور ایک لڑکے پر جس نے اقبال کیا تھا۔ کہ میں نے ایک لکڑی ماری تھی۔ ڈیڑھ سو روپیہ جرمانہ کیا۔ بری شدہ عبدالرحمن خلف اکبر حضرت مولوی شیر علی صاحب ہے۔ اور جرمانہ شدہ سید عبداللہ پسر سید عزیز الرحمن صاحب مہاجر ہے۔

اقتباسات

آجتک یہ کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو جمعیۃ العلماء کے فتووں کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔ ہر ایک کا یہ کام نہیں کہ علماء کے فتوے کی تحقیر و توہین جائز رکھے۔ حالاں کہ جمعیۃ العلماء میں صرف چند مولوی ہیں۔ جو سنہری اور روپہلی مصلحتوں کو لیکر شامل ہوئے ہیں۔ باقی تو سب کے سب حمقا ہی حمقا ہیں۔ مگر آج جبکہ ہندوستان بھر کے متند علماء نے ظفر علی کے خلاف فتوے کفر شائع فرمایا تو ہر ایک لنڈی بچی اور علم دین سے نابلد اس فتوی کو غلط قرار دینے کی سعی کرتے ہیں۔ گویا یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ جمعیۃ الحمقاء جسقدر بھی حماقت ظاہر کرے۔ اس پر آمنا و صدقنا کہنا ضروری ہے۔ مگر علماء دین کی باتوں کا اعتبار نہ کیا جائے ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

— زمیندار کی علمیت اور قابلیت ملاحظہ ہو۔ لکھتا ہے۔ کہ "قرآن مجید نے تو صاف الفاظ میں اعلان کیا تھا۔ کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام" خدا جانے لا رہبانیۃ فی الاسلام کی آیت جمعیۃ الحمقاء کے کس نے قرآن میں ہی۔ قرآن شریف میں تو یہ آیت کہیں نہیں (الفقیہ)

— مسٹر ظفر علی خان کی نگرانی میں لاہور کے علاحدہ و زنادیق نے ایک انسائیکلوپیڈیا کے شائع کرنے کا انتظام کیا ہے جس کی چار جلدیں ہونگی۔ جلد اول مکمل ہو چکی ہے۔ اور اب جلدی چھپنے والی ہے اس کام پر قریباً دو درجن آدمی لگے ہوئے ہیں۔ پیشگی قیمت چاروں جلدوں کی عا روپیہ مقرر کی گئی ہے اور پرائیویٹ طور پر قیمت لی جاتی ہے۔ جو وقت پہلی جلد شائع ہوگی اس وقت اعلان ہوگا۔

— اس کتاب میں کیا ہوگا۔ صوفیائے کرام کی سوانحعمریاں اس طرح پر لکھی جائیں گی۔ کہ انکو برے سے برا انسان ثابت کیا جا سکے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ پہلی جلد میں ۵۱ بزرگوں کی سوانحعمریاں ہیں۔

(الفقیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۶ رجولائی سنہ ۱۹۲۵ء

کیا ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہو سکتا ہے؟

(۱۱)

گذشتہ نمبر میں مسٹر کرشن ایڈیٹر پرکاش کے لئے اسکے چار ہم مذہب آریوں کی زبان سے ہلاکت آریہ سماج والی پیشگوئی کی تصدیق کرائی گئی تھی۔ اس نمبر میں خود کرشن جی سے ہی اُن کے خیال کی تردید پر اُن کی اپنی گواہی پیش کی جاتی ہے۔ اور بعد ازاں گیارہ ہم ولیڈنگ ممبران سماج کی شہادت آریہ سماج کے انجام پر لکھی جائے گی:۔

آریہ سماج کی تنزل و بندار و موت قریب

مہاشہ کرشن بی۔ اے بیان کا ایڈیٹر پرکاش جو شکر پیشگوئی ہے

اور آریہ سماج کی روز افزوں ترقی کا مدعی۔ وہ خود آریہ سماج کی ترقی کے بند ہونے پر آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے کہ

"جو سوسائٹی یا دھرم مصیبت کے وقت لوگوں کے کام آتی ہے۔ وہی ترقی کر سکتی ہے۔ کسی دھرم کی سچائی کوئی اثر نہیں رکھتی۔

اگر تجربہ بتلائے کہ اس دھرم کے ماننے والے ایک دوسرے سے

ہمدردی کا کوئی عملی اظہار کرنے کو تیار نہیں۔ ایسی کئی مثالیں ہمارے نظروں سے گذر چکی ہیں۔

جبکہ آریہ لوگ اسلئے پھر ہندو برادری میں جا ملے۔ کہ مصیبت کے وقت کسی آریہ نے ان کی سہائتا (امداد) نہیں کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان آریوں کی حالت قابل رحم ہے۔ جنہوں نے ساری عمر آریہ سماج کی سیوا کی۔ لیکن آخری وقت میں آریہ سماج نے ان کی خبر تک نہ لی آریہ سماج میں سنیاسیوں کی وہی قدر ہے۔ جو ہندوؤں کے نزدیک گائے کی۔ جب تک گائے دودھ دیتی رہی تب تک تو ہندو اسے رکھتے ہیں۔ اِدھر دودھ بند ہوا اور اُدھر ہندو نے گائے کو قصائی کے حوالہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ آریہ سماج کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔"

(پرکاش مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۹۲۳ء صفحہ ۲ پیرا نمبر ۳)

واہ! مسٹر کرشن! تم نے تو سب سے بڑھ کر آریہ سماج اور ویدک دھرم اور ہندو کرم کا صفایا کر دیا ہے۔ اس بیان میں نہ صرف آریہ سماج کی ترقی سے ہی انکار کر کے پیشگوئی زیر غور کی تائید کی بلکہ ویدک دھرم کے بطلان کا بھی فیصلہ کر دیا۔ کہ جس دھرم میں ہمدردی نہیں۔ وہ سچا دھرم نہیں۔ اور اپنے دھرم کی نظیریں دیکر مان لیا۔ کہ آریہ دھرم میں باہمی ہمدردی نہیں۔ اسلئے وہ سچا مذہب نہیں۔ تیسری بات تو ایسی لاجواب بتا دی۔ کہ جس سے مسلمانوں کے مقابلہ میں گائے پرست ہمیشہ انکار کر جاتے تھے۔ وہ یہ کہ ہندو جو گائے ماتا گئو ماتا کہتے کہتے کان کھا جاتے ہیں۔ وہ اس وقت تک ہی اسکو ماتا کہتے ہیں جب تک وہ ان کو دودھ پلاتی رہتی ہے۔ جہاں اس کا دودھ خشک ہوا۔ تو ان ناخلف فرزندوں نے اوسے قصائی کے حوالہ کیا۔

کہو جی آریو اور سناتن دھرمیو! اب تو مسلمانوں کو ہی ذبح گاؤ کا الزام نہ دو گے بلکہ ہندوؤں کو بھی اس پوتر یا مہا پاپ کرم میں برابر کا شریک رکھو گے۔ جو آپ ہی قصائیوں کے حوالہ اپنی گئو ماتا کو کر دیتے ہیں۔ دیکھو ایک گولی سے ہمنے تین شکار کئے۔ منکر پیشگوئی کی تکذیب۔ ویدک دھرم کا بطلان۔ ہندوؤں کا گائے کو قصاب کے حوالہ کرنا۔ مگر صبر کرو ابھی مہاشہ کرشن کو مینے گھر تک پہنچا کر چھوڑنا ہے آگے اسکا دوسرا بیان ملاحظہ کرو:۔

مہاشہ کرشن کا دوسرا بیان

ایڈیٹر پرکاش ترقی کا حقیقی راز پتہ بتلاتے ہوئے اس طرح خامہ فرسا ہیں

"اس سے پہلے کئی مضامین میں ہم نے یہ دکھایا ہے۔

کہ آریہ سماج کی ترقی رُکی ہوئی ہے۔

اور کیوں؟ ہمنے بتلایا کہ عام طور پر آریہ سماجیوں کے لڑکے آریہ سماجی نہیں بنتے۔

نئی بھرتی تقریباً بند ہے۔"

آریہ سماج کی ترقی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(اخبار پرکاش مورخہ ۲۹ رجولائی ۱۹۲۳ء صفحہ ۶ کالم اول)

دیکھا مسٹر کرشن! پیشگوئی کس طرح تمہارے سر چڑھ کر بول رہی ہے۔ کیا اب بھی پیشگوئی کا انکار کرتے جاؤ گے۔ کیا اب بھی یہی کہو گے کہ ویدک دھرم روز افزوں ترقی کر رہا ہے؟ بولو تو سہی۔ سر تو ہلاؤ۔ یا آنکھیں نیچی کر کے تھوڑا سا شرما ہی جاؤ۔ اگر نہیں۔ تو لو اور سنو!

ایڈیٹر پرکاش کا تیسرا بیان

مسٹر کرشن بی اے مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا منکر آریہ سماج کی تر بدیں الفاظ بیان دیتا ہے کہ

"آریہ سماج نے اپنے فرض کی ادائیگی میں سخت کوتاہی کی ہے۔ برٹش ایسٹ افریقہ میں کچھ آریہ سماجیں ہیں۔ چند سو آریہ سماجی ہی ہیں۔ یہ وہ ہی ہیں جو ہندوستان سے گئے ہوئے ہیں۔ نہ ہی ان آریہ سماجوں میں کوئی انگریز شامل ہے۔ نہ ہی افریقہ کا کوئی اصلی باشندہ۔ مورشس اور فجی میں بھی آریہ سماجی ہیں لیکن ان کی حالت بھی ویسی ہی ہے ہندوستان سے باہر یورپ یا امریکہ کے کسی ملک میں اسوقت تک آریہ سماج نے قدم نہیں جمائے۔

لنڈن میں آریہ سماج بنا اور ٹوٹ گیا۔

اسیطرح برلن اور نیویارک سے بھی آریہ سماج کی قائمی کی خبریں آئیں لیکن کہیں جڑھ مضبوط نہ تھی۔

درحقیقت وہ آریہ سماج ان ہندوستانیوں کے تھے۔ جو وہاں کسی غرض سے گئے تھے۔ اُن میں اُن ممالک کے لوگ شامل نہ ہوئے تھے۔ آریہ سماج نے کسی ملک میں بھی اپنے مستقل مشن قائم نہیں کئے۔ اس کے مقابلہ پر احمدی جماعت ہے۔

جس کے واعظ امریکہ۔ انگلستان جرمنی مصر وغیرہ ممالک میں مستقل طور پر کام کر رہے ہیں۔ ایسی حالت میں کیا ہم یہ نتیجہ نکالنے میں حق بجانب نہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعوےٰ۔ کہ وہ دیش دیشانتر اور دویپ دویپانتر (ہر ایک ملک شہر۔ قصبہ) میں ویدک دھرم کو پھیلائیگا۔

ابھی تک ایک خواب ہی خواب ہے۔

اب دیکھئے۔ کہ ہمارے دیش (ہندوستان) میں اس (آریہ سماج) کی کیا حالت ہے۔ انصاف کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو بعض صوبوں میں آریہ سماج برائے نام ہی ہے۔ بنگال میں آریہ سماج کی حالت کیا ہے۔ صرف ایک آریہ سماج کلکتہ میں ہے۔ لیکن اس کے ممبر یا تو پنجابی ہیں۔ واڑی سوائے ایک بنگالی کے۔ کوئی آریہ سماج میں شامل نہیں۔ کلکتہ سے باہر کسی اور جگہ (بنگال) میں آریہ سماج نہیں ہے۔ پونہ میں پچھلے دنوں آریہ سماج قائم ہوا تھا۔ لیکن اون پنجابی کلرکوں کی کوشش سے جو بدل کر وہاں گئے تھے۔ وہ وہاں سے چلے آئے۔ اور آریہ سماج بھی شتل (ڈھیلا) ہوگیا۔ اس کے علاوہ مدراس سٹیٹ میں کسی جگہ بھی آریہ سماج نہیں صوبجات متوسط میں۔ اکولا۔ امراوتی وغیرہ مقامات میں آریہ سماجیں ہیں۔ لیکن یہ

مشکل ہے۔ کہ وہاں آریہ سماج ایک زندہ طاقت ہے۔

جانے دو مسلمانوں اور عیسائیوں کو کیا ہندو ماتر (ہندو قدیم) آریہ سماج میں آگیا۔ انکو جانے دو۔ کیا استریوں نے ویدک دھرم قبول کر لیا۔ ان باتوں کا جواب لینے کے لئے صرف ایک دو ہندو تیوہاروں کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ جتنے لوگ آریہ ہیں۔ ان کی استریوں کو بھی آریہ سمجھ لیا جائے۔ لیکن درحقیقت یہ ضرور نہیں۔ کہ وہ دل سے آریہ ہوں خفیہ طور پر جو کچھ وہ اپنا دھرم سمجھتی ہیں۔ کرتی رہتی ہیں۔"

(پرکاش مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۲۳ء)

یقیناً اب تو لالہ صاحب کرشن پی اے ایڈیٹر پرکاش کا گھر پورا ہوگیا ہوگا۔ اور پیشگوئی کی تصدیق میں کچھ وسوسہ نہیں رہے گا۔ مگر تکمیل دعوےٰ کے لئے ہم ایڈیٹر پرکاش سے پیشگوئی کی تصدیق ہی کرا کر چھوڑتے ہیں۔ مسٹر کرشن کیا آپ نے یہ اقرار کیا ہے۔ یا نہیں؟ کہ

آریہ سماج کی ترقی بند ہے۔

یہ آواز چاروں طرف سے کانوں میں آرہی ہے۔ دشمنوں کا تو کہنا ہی کیا ہے کیونکہ وہ تو شروع سے ہی (بذریعہ پیشگوئی۔ فاروق) آریہ سماج کے لئے موت کے فتوے دے چکے ہیں۔

دوست بھی محسوس کر رہے ہیں۔ کہ آواز بے معنی نہیں۔

ہم (یعنی ہمارا مشن کرشن) بھی جب اس معاملہ پر غور کرتے ہیں۔ تو اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس بیان میں کچھ سچائی ضرور ہے۔"

(پرکاش مورخہ ۲۳ رجون ۱۹۰۸ء ص ۳)

یہ ہے ناظرین! اقبالی ڈگری۔ یہ ہے صداقت پیشگوئی کا اقرار۔ یہ ہے آریہ سماج کی موت کا اظہار۔ دیکھا خدا کے فضل سے ہمنے دشمن کی زبان سے پیشگوئی کی تصدیق کرائی یا نہیں؟ باقیدارد

کھلی چٹھی بنام مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی ناظم تعلیمات دیوبند

مندرجہ ذیل درخواست ہنر یوگندر پال شرما چار مہہ محمد عمر صاحب نو مسلم متعلم مدرسہ احمدیہ کالج قادیان نے دیوبند کے ناظم تعلیمات واحد زبدۃ العارفین عمدۃ المتکلمین مدعی وراثت انبیاء انتخاب مقہار دشمن دین متین عدۃ المسلمین راہ نمائے بادیہ ضلالت ہادی منکرین پیش روئے معاندین یادگار یہود فخر الیحود مشہور زمانہ راز مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی دیوبندی چاندپوری کے نام بذریعہ رجسٹری اور بوساطت فاروق بغرض جواب بھیجی ہے۔ اگر اس میں کوئی بات باقی ہے اور حیات کی رمق موجود ہے۔ تو ضرور وہ اسکا جواب دے۔ کیونکہ اس نے اپنی زبان سے یہ کہا ہے کہ کسی شخص کا آریہ سے عیسائی ہو جانا بہتر ہے۔ اس سے کہ وہ احمدی ہو۔ اگر اس نے جواب نہ دیا۔ تو وہ یاد رکھے کہ اس کا جنازہ بے گور و کفن پڑا ہوا سڑ گیا تو اس کو دیوبند کے دیوبندیوں نے اٹھا کر گاڑا نہ آتشبازان قادیان نے پھلجھڑی دانار سے سنگارا۔ درخواست یہ ہے۔

(ایڈیٹر)

السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

شریمان جی۔ بندہ کو مسلمان ہوئے قریباً چار سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اور تب سے ہی میں قادیان میں رہ کر اپنے آپ کو مسلمان تصور کرتا ہوا اپنی دینی تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔ اور اس سے قبل میں آریہ تھا۔ اور ان تمام سدھانتوں کو مانتا تھا۔ جن کا ماننا ہر ایک آریہ پرم اوشیک ہے۔ اور تمام ان نیموں کا پالن کرتا تھا جن کا پالن کرنا ہر آریہ پر ضروری ہے۔ پر نتو اس ایشور کی اپار دیا ہوئی۔ کہ اس نے مجھے اسلام جیسا پوتر دہرم گرہن کرنے کی شکتی پردان کی۔ اس پر میں اس ایشور کا جتنا بھی دھنیاد کروں۔ کم ہے۔ میرا یہ درڑھ وشواس ہے۔ کہ منش کبھی بھی پرتما کو نہیں پا سکتا۔ جب تک کہ وہ اسلام جیسے پوتر دہرم کو گرہن نہ کرے۔ پر نتو شوک سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ آپ نے متعدد وقت پہلے بھی مختلف مقامات پر اپنے لیکچروں میں اعلان کیا ہے۔ اور چند دن ہوئے ابھی قادیان میں غیر احمدیوں کے جلسے میں بھی اسے دہرایا ہے۔ کہ احمدی ہونیکی بجائے آریہ یا عیسائی ہو جانا بہتر ہے۔ کیونکہ عیسائیوں اور آریوں کے سدھانت احمدیوں کے سدھانتوں سے بدرجہا اعلیٰ اور بہتر ہیں۔"

آپ کے اس ارشاد کی بنا پر جو آپ نے بھرے جلسہ میں فرمایا۔ میں ذیل کے سطور آپ کی سیوا میں تحریر کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ آشا ہے۔ کہ اسکا اتر دیکر کرتارتھ کرینگے۔ چونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس سے میری طرح اور بہت سے لوگوں کو دلچسپی ہو سکتی ہے۔ اس لئے آپ کی نہایت مہربانی ہوگی۔ اگر اس کا جواب کسی اخبار میں شائع کرا دیں گے۔ اور مجھے بھی ایک پرچہ بھجوا دینگے۔ جبکہ میں نے یہ پرچہ آپ کی خدمت میں بذریعہ رجسٹری بھجوا دیا ہے۔ مولانا آپ کے ان شبدوں نے میرے ہردیہ میں جو پریورتن کر دیا ہے۔ اسکا ورنن کرنا میری شکتی سے باہر ہے۔ کیونکہ میں احمدی ہوں۔ اور بہیثیت احمدی ہونے کے مجھے بھی اپنی فکر پڑی۔ اسلئے میں بڑے سوچ وچار کے بعد جناب کو کشٹ دیتا ہوں۔ کہ ایسی دشا میں مجھکو کیا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بقول آپ کے میں جس آریہ دھرم کو چھوڑ کر آیا ہوں۔ وہ ان احمدیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ احمدی ہونے سے پہلے میرے بہیثیت آریہ یہ عقائد تھے۔ نعوذ باللہ من ذالک حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق۔ تماشہ گر۔ بدنیت مطلب برآر۔ اوروں کا کام بگاڑنے والا۔ خدا کے نام سے مطلب برآری کرنے والا۔ عورتوں۔ مردوں کو لالچ دینے والا۔ لوگوں کو جال میں پھنسانے والا۔ خونی۔ بے حیا۔ شہوت پرست۔ جنگلی آدمی۔ شہوت ران۔ بہو پر ہاتھ صاف کرنے والا۔ چالاک۔ ایذا رسان۔ دوسروں کی عورتوں پر عاشق ہونے والا۔ عورتوں سے ناجائز تعلق پیدا کرنیوالا۔ اور قرآن شریف کے متعلق کلام اللہ نہیں۔ بلکہ کسی مکار کی تصنیف ہے۔ اگر قرآن کلام اللہ ہے۔ تو خدا بھی عقل سے خالی ہے۔ وغیرہ وغیرہ (ایا عوذ باللہ عن ہذا القوال)

سو اگر آپ کے کتھن انوسار ان سدھانتوں کو جن کا میں نے تیاگ کیا ہے۔ ان۔ جنکا میں نے گرہن کیا ہے۔ بدرجہا بہتر ہیں۔ تو میرے مذکورہ بالا سدھانت ہونگے۔ ایسی حالت میں آپ مہربانی فرما کر مجھے اپنے مشورہ سے مستفید کرینگے۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اگر جناب یہ فرما دیں۔ کہ تو ہمارے عقائد کو مان لے۔ تو شریمان جی کھٹکا کریں۔ آپ بھی مسلمان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تبدیل ہیں۔ کیونکہ جناب نے خلاف بھی حزب اہ ناف اور علمائے مکہ و مدینہ کا فتوے کفر موجود ہے۔ اگر جناب بریلوی عقائد کے قبول کرنے کی صلاح دیں۔ تو وہ بھی مسلمان نہیں۔ کیونکہ ان کے خلاف بھی اہلحدیث کا فتوے ہے۔ کہ وہ کافر ہیں۔ اگر جناب یہہ حکمدیں۔ کہ اہلحدیث ہو جاؤ۔ تو وہ بھی اس کفر کے فتوی سے خالی نہیں رہتے۔ بلکہ وہ بھی کافر اور خارج از اسلام ہیں۔ اور اگر جناب شیعہ ہونے کی صلاح دیں۔ تو ان کے خلاف بھی سنیوں کا فتوی کفر ہے۔ کہ وہ بھی مرتد اور کافر ہیں۔

اسیطرح شیعوں نے سنیوں کو کہا ہے ایسی حالت میں مولانا خدا لے لئے اس نو وارد پر جس نے اپنے پیارے دھرم کو اس لئے چھوڑا تھا۔ کہ وہ پرماتما کو پاوے۔ لیکن بقول آپ کے میرا پہلا مذہب ان احمدیوں سے بدرجہا بہتر ہے۔ شریمان جی میں نے ان سدھانتوں کو گرہن کیا ہے۔ جن کے گرہن کرنے سے منش کے اندر شانتی پیدا ہوتی ہے۔ اور میں نے ان سدھانتوں کو اس لئے چھوڑا تھا۔ کہ پرم پتا پرماتما کو خوش کروں۔ مگر افسوس کہ جناب کے کہنے کے مطابق میری وہی مثال ہے ؎

نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم ؛
نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

ایسی صورت میں جناب مجھکو کیا مشورہ دیتے ہیں کہ آیا میں واپس جاکر اس افضل الانبیاء۔ خاتم النبیین۔ رحمۃ اللعالمین۔ اشرف المخلوقات سرور کائنات سید ولد آدم کی شان مبارک میں اپنی زبان کو کھولوں۔ اور خدائے تعالے کے اس برگزیدہ بندہ کو جس نے تمام دنیا کو ضلالت کے گڑھے سے نکالکر اُنتی کے شکھر پر پہنچایا۔ اور جو تمام ہادیوں کا ہادی ہے اور جن کے آنے سے پہلے جو اس سنسار کی حالت تھی۔ وہ کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ کوئی ایسا ویئسن نہ تھا۔ جو اس سنسار میں نہ پایا جاتا ہو۔ سو جس نے تمام اندھکار اور دیئسنوں کو دور کرکے دنیا کو ستیہ مارگ پر چلاکر پرم پتا پرماتما سے ملایا۔ سو میں ایسے محسن کو کس طرح سے بُرا کہوں۔ ایسی حالت میں جناب سے امید واثق ہے۔ کہ اس مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرکے ثواب دارین حاصل کرینگے۔

اس کے بعد میں دیگر علمائے اسلام سے بھی استفسار کرتا ہوں۔ کہ خدا کے لئے میری اس پکار کو سُنکر وہ بھی اس پر وچار کرکے شیگھر اتر دیکر میری آتما کو جو کہ مولوی جی کے لیکچر کو سُنکر مذبذب ہے۔ شانتی کا راہ بتلا دیں گے۔

وَالسَّلام علے

من اتبع الھدیٰ :-

(آپ کا تچھ سیوک مہتہ محمد عمر شرما احمدی قادیان)

(سابق یوگندر پال شرما)

اہل بہاء کا بے ستر محبوب

(از سید ارشد صاحب لکھنوی)

سزا یافتۂ عکہ کے آوارہ خانہ بدوش اور بازاری طائفہ کو صدہا مرتبہ بیّن اور قطعی الدلالت براہین نیرہ سے مجوب و مقہور کیا گیا کہ آنے والا مسیح موعود امت محمدیہ کا ایک غلام ہوگا۔ اور وہ حفاظت اسلام اور شریعت محمدیہ کے نفاذ کے لئے مبعوث ہوگا۔ اس لحاظ سے خدا کے ایک مقدس بندے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مجھ سے پہلے کسی مسلمان نے مسیح موعود ہونیکا دعوے نہیں کیا۔ مرزا حسین علے ایرانی ایک ایسے دشمن اسلام کا مرید تھا جس کا دعوے تھا۔ کہ نعوذ باللہ شریعت محمدیہ منسوخ ہوگئی۔ خاک بدہنش میں محمد سے افضل ہوں۔ حج کعبہ حرام ہے۔

اسیطرح مرزا حسین علی ایرانی نے کہا۔ کہ میں اپنے باپ کا (باپ) یعنی خدا ہوں۔ اور میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ ان ہر دو دعوؤں کے لا یعنی مدعیوں کو موعود اسلام یعنی حضرت مسیح موعود سے کوئی واسطہ اور غرض نہیں۔ یہ تو اپنی شامت اعمال کے سبب نعوذ باللہ اسلام کی تخریب و توہین کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن وائے بر حال اہل بہا کہ یہ دجل و فریب سے باز نہیں آتے۔ مگر فریب و دہوکہ دہی اخیر کب تک۔

اب ایک اقبالی انکشاف ملاحظہ فرمائیے۔ ایک بہائیت کے درمیانی دل بہلاؤ شب زفاف کے عروسی شہاب نے بہائیت کے اندر کیا دیکھا اس سوال کا جواب آپ کی حیا باز انہ لب کشائی سے سُنیئے۔

کوکب ہند ۹ جون میں اپنی قربان گاہ کا نقشہ اسطرح کھینچتے ہیں۔ کہ انہوں نے حقیقت کو بے حجاب اور جمال محبوب کو (یعنی بہاء اللہ) **کو بے ستر و بے نقاب** دیکھا۔ بس اب کیا تھا۔ قوۃ العینی و الہوس مادے نے سب کچھ تنظر ہیجان کر دیا۔ اور بے ستر محبوب کو دیکھکر بال ٹپک پڑی اور مطلقیت سے مغلوب ہوکر شہاب۔ **جان**۔ بہا نے تاثیرات پیش سے متاثر ہوکر غیر فصیح اور متروک انداز میں کچھ شعر کہ ڈالے۔ جسے معکوسہ کی دریدہ دہنی کا مرقع سمجھنا چاہیئے۔ مگر مضروفہ کو معلوم نہیں۔ یا نسیان ہوگیا۔ کہ ہر فرعونے را موسے

جس ترکش سے آپ نے اپنے بے ستر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہنے والے کی نیم بازانہ محبت میں اُوچھے اوناثیانہ تیر چلائے ہیں اوسی ترکش سے آپ کا دیرینہ روشناس خادم مسیح موعود ارشد۔ فولادی گولہ باری سے اگر آپ کے بے ستر محبوب کو ہاؤس اوولڈ نہ بنادے تو پھر بات ہی کیا ہے۔ اچھا سنیئے اپنے بے ستر تخیل کے جواب میں عاجز کے ناصحانہ مشورہ کو تازیانۂ عبرت سمجھیں۔ اور آیندہ اپنی آبائی دریدہ دہنی کے قلمدان کو بند رکھیں۔ ورنہ یاد رکھیں۔ کہ خاکسار قاتلِ خنزیر کا مرید ہے۔ اگر اس نیک مشورہ کے بعد بھی اپنے بے ستر محبوب کی چاہت میں حیاء کو کام نہ لائے۔ تو پھر یاد رکھیں۔ کہ آپ کی یہہ وہ گوئی کا میں کیا دنیا میں کوئی بھی ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ اے جناب علمی کے جان نثار **تحول دار**۔

آپ کیوں خواہ مخواہ دنیا کے سامنے روحانیت کے خوشہ چین بنتے ہیں۔ ناحق کچھ اور منکشف کرائیگا۔

وہ سلامت رہیں۔ پھر آپ کے

ولی اللہ ہونے میں کسی کو شک ہوسکتا ہے ؎

بڑے پاک طینت بڑے پاک باطن
شہاب آپ کو کچھ ہمیں جانتے ہیں

وہ مدعی کہ جو کہتا تھا میں ہوں رب قدیر
نہ کوئی میرا مقابل نہ کوئی مثل و نظیر
نہیں تو ہوں کہ جو خالق ہوں سارے عالم کا
میرے ہی در کے ہیں محتاج سب صغیر و کبیر
نہیں ہوں رب نہیں رحمٰن ہوں نہیں ہوں رحیم
میرے ہی جلوہ کی پہلی ہے ہر طرف تنویر
نہیں خدائے دو عالم نہیں ہوں رب العرش
نہیں ہوں صاعقۂ طور باہمہ تنویر
مجھی سے خاص ہے مقصودِ انبیاء ہونا
ہیں بھیجے میں ہی دنیا میں سب بشیر و نذیر
نہیں تو ہوں کہ پسر جس کے تھے جناب مسیح
نہیں ہوں رب محمد نہیں خدائے قدیر
مفارقت مری دوزخ مرا وصال بہشت
نہیں ہے دوزخ و جنت کی اور کچھ تفسیر
جو انبیاء مجھے پاتے تو ہو کے سر بہ سجود
بصد نیاز یہ کہتے کہ اے خدائے قدیر
خوشا نصیب عرفناک حق معرفتک
خوشا نصیب کہ چمکی ہے خوب ہی تقدیر
ضرورتِ ارنی اب رہی نہیں باقی
کہ بے حجاب ہوا جلوہ گر سمیع و بصیر
مرا ہی بھیجا ہوا تھا علی محمد بھی
مری ہی در گہِ عالی کا تھا وہ ایک فقیر
لقب سے باب کے عالم میں جو ہوا مشہور
کیا ہے قتل جسے ظالموں نے بے تقصیر
ہمیں نے اس کو مبشر بنا کے بھیجا تھا۔
بشارت اس نے مری سب کو دی بصد توقیر
میں اُسکا خالق و مالک وہ میرا بندۂ خاص
میں اک مرید ہوں اُس کا وہ پیر با توقیر
خدا مرید ہو بندے کا پیر ہو بندہ
جو کوئی اس کو نہ سمجھے تو اُس کی ہے تقصیر
بشارت اُس نے یہی دی تھی میری آمد کی
کہ آنیوالا کہیگا میں ہوں خدائے قدیر
میرے سوائے ہے جو کچھ وہ ہے مری مخلوق
کچھ اس میں شک ہو جیسے ہے وہ لایق تنویر
مطابق اُس کی بشارت کے آگیا ہوں میں
قبول کر مجھے اے میری خلق بے تاخیر
ذلیل ہوگا۔ جو کوئی مجھے نہ مانے گا۔
جو مان لیگا وہ پائیگا عزت و توقیر
یہ زعم باطل و قول نجس معاذ اللہ
یہ نعرۂ ہائے تکبر۔ پناہ رب قدیر
سنیں جو اس کی یہ ہرزہ درائیاں میں نے
بنا دیا مجھے حیرت نے صورتِ تصویر
بتاؤں کیا مجھے کتنا تھا اس پہ استعجاب
کہے یہ بندۂ عاجز کہ میں ہوں رب قدیر
یہ کتنی بے ادبی ہے یہ کتنی بے باکی
کہاں وُہ ذات کہاں بندۂ ذلیل و حقیر
یہ اس کی یاوہ سرائی سے ہوگیا ثابت
کہ شرم خلق ہے اس کو نہ خوف رب قدیر
دغا شعار فسوں ساز حیلہ باز ہے وہ
نگاہ اہل فراست میں شور بے تاثیر
بہت خراب خیالِ پُر اختلال اوسکے
بہت ذلیل سراسر قبیح و پر تزویر
بتا رہے ہیں اُسے خیر چند بندۂ نفس
حقیقتہً وہ ہے نخچیر اور وہ بھی حقیر
نہ شرم سے اُسے مطلب ہے نہ حیا سے غرض
لب اُس کے وقف ہیں بہر کلام پُر تزویر
چراغ کشتہ بہی میں اُس کو کہہ نہیں سکتا
کہ اس میں کچھ تو اثر ہے مگر یہ بے تاثیر
اگر وہ ہے بھی تو ایسا چراغ کشتہ ہے
کہ بو ہی بو ہے نہ اس میں دھواں نہ ہی تنویر
یہ میری رائے تھی اسکے لئے یہ میرا خیال
بالاختصار جسے میں نے کر دیا تحریر
مگر پڑھا جو بیان جناب فضل الدین
تو اور بھی مری نظروں میں ہوگیا وہ حقیر
جو کوئی دیکھے گا الفضل کو بالاستیعاب
تو جان لیگا کہ ہاں اسکو کہتے ہیں تحریر
دِکھا چکے ہیں صفائی سے حضرت موصوف
نقاب اُتار کے اُس تیرہ بخت کی تصویر
نہ کوئی عضو سلامت نہ خط و خال درست
بہت حقیر سراپا ذلیل و بے توقیر

پھر اُس پہ اور یہ طرہ ہوا کہ اکمل نے
مجھے دکھائی حدیث شہ بشیر و نذیر
جو اُس حدیث کا مفہوم ہے وہ لکھتا ہوں
پڑھیں بغور اُسے ناظرین با توقیر
خروج پہلے کریگا مسیح صادق سے
مسیح کاذب و دجال و ضال پُر تزویر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کریگا آکے وہ یوں دعوئے اُلوہیت
کہ مان لینگے یہودی صفات بے تاخیر
وہ جب بچھائیگا دام وساوس واوہام
تو اسمیں ہونگے ہزاروں ہی خام طبع اسیر
پھر اس کے بعد نزولِ مسیح صادق ہے
جو دین حق کو نمایاں کرینگے باتنویر
عروج پائیگا اسلام اونکے ہاتھوں سے
چمک اُٹھیگا چمکتا ہے جیسے مہر منیر

نہیں ہے شک وہی دجّال تھا حسین علی
نہیں ہے شک کہ وہی تھا مسیح پُر تزویر
کبھی خدا کبھی بنتا تھا جو بَہاء اللہ
کبھی نبی یہ تو کبھی اوسکے لب پہ وہ تقریر
وہی ہے پہلے جو آیا مسیح صادق سے
وہی ہے جس کے یہودی صفت ہوئی ہیں اسیر
وہی ہے جس نے کیا دعوئے اُلوہیّت
وہی ہے جسنے کہا میں ہوں رب حیّ وقدیر
اُسی کے بعد نزولِ مسیح پاک ہُوا
ہُوا ہے سارا جہان جس سے انقلاب پذیر
شروع ہوگئی ہر سو ترقیٔ اسلام
مسیح پاک کے انفاس کی یہ ہے تاثیر
پڑھیگا جو کوئی الفضل دیر یا بدیر کہ
تو فوراً اس پہ عیاں ہوگا مثل مہر منیر
سمک رہا ہے پڑا فتنۂ حسین علی
فنا میں اس کے ہے بس کوئی دم کی اب تاخیر
دھوئیں اُڑا دیئے بالکل حباب اکمل نے
گرا پڑا ہے جو تھا اسکا قلعۂ تزویر
گرت اس کی ایسی بنائی ہے عبد رحمٰن نے
کہ اب سنبھل نہیں سکتا کبھی وہ بے توقیر
بڑھے ہیں اسکے تعاقب میں یوں جلال الدین
کہ جس طرح کوئی شیر ژیان پس نخچیر
بہائیت کا طلسم اُڑ گیا دھواں بنکر
ہُوا جو شمس درخشان مثالِ مہر منیر

الا شہاب دغا پیشہ و نفاق پسند
کہ دے رہا ہے منادی ندا یہ بین کی تذیر
رہیں گے ہوکے نگونسار سارے تودۂ کفر
قریب آگئی اب اُن کی ساعتِ تحقیر
فروغ ہوگا۔ زمانہ میں احمدیت کو
یہ کر چکا ہے ارادہ خدائے حیّ وقدیر
جہان میں ہر طرف آثار اسکے ظاہر ہیں
پکارتا ہے جہان۔ ہوں میں انقلاب پذیر
پڑا ہے علمہ و بہیج میں زلزلہ ایسا
کہ ہل رہی ہے جو ایک آدھ ہے وہاں تعمیر
کیا ہے کار نمایاں وہ احمدیت نے
کہ جانتے ہیں جسے اہل عقل وہوش ضمیر
یہ پوچھنا ہے مجھے آج اُس بہائی سے
کہ اے سفیہ حیا بھی ہوئی نہ دامنگیر
ارے یہ کس کو کہا اور کیا کہا تو نے
کہاں سے تجھ کو کہاں لے گئی تری تقدیر
بتا رہا ہے سیہ کار نور کو ظلمت
کدھر گئی تری فطرت کہاں ہے تیری ضمیر
بتائے دیتا ہے ارشد یہ تجھ کو یاد رہے
کہ اب دکھائے گی نیچا تجھے تری تحریر

رسالہ گوشت خوری پر ریویو

(گذشتہ سے پیوستہ)

بعضوں کا خیال ہے۔ کہ مسلمان جو کہ گوشت کھانے کے عادی ہیں۔ ان میں بہ نسبت ہندوؤں کے جو زیادہ سبزی خور ہیں۔ حیوانی پروٹین کو جذب کرنے کی زیادہ طاقت ہے۔ مگر یہ بات میکے (Mccay) کے تجربات کے خلاف ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ اس نے ہندوؤں، اور مسلمانوں کو مخلوط غذا کھانے کو دی۔ اور دونوں نے بخوبی اسکو ہضم کرلیا۔ دیکھو (Scientific Memoirs Govt of India No 37, 1910)

پروفیسر چیٹنڈن صاحب کے تجربات کا میں پھر ذکر کرتا ہوں۔ اور آپ کو بتاتا ہوں کہ ان تجربات کی اصلیت کیا ہے۔ اور ڈاکٹر نگم صاحب نے کس طرح اپنے مطلب کا اس سے استدلال کر لیا ہے۔

ڈاکٹر وائٹ کا خیال ہے۔ کہ ہر شخص کو روزانہ ۱۲۰ گرام پروٹین کی ضرورت ہے۔ سوال یہ پیش ہُوا۔ کہ کیا انسان کے لئے ۱۲۰ گرام پروٹین روزانہ استعمال کرنا شدید ضروری ہے۔ اس پر پروفیسر چیٹنڈن نے تجربے کرنے شروع کئے۔ اور مختلف قسم کے لوگوں پر تجربہ کیا۔ مثلاً دماغی کام کرنے والے اور جسمانی ورزش کرنے والے وغیرہ وغیرہ ان سب کو نصف پروٹین روزانہ دیا گیا۔ اور بعض کو اس سے بھی کم۔ چنانچہ ۵ ماہ کے بعد معلوم ہُوا۔ کہ اس کا کوئی مضر اثر نہ ہُوا۔ انکی صحت برقرار رہی۔ اور طاقت قائم رہی۔ اور دماغی ضعف بھی نہ ہُوا۔

ڈاکٹر نگم صاحب نے اس سے خود ہی یہ استدلال کر لیا۔ کہ بلا گوشت غذا زیادہ مفید ہے حالانکہ اس سے تو یہ ثابت ہُوا۔ کہ ۵۰ گرام پروٹین سے صحت برقرار رہ سکتی ہے۔ اب اسپر جو جرح پروفیسر ہیلی برٹن صاحب نے جو کنگس کالج لنڈن کے فزیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ کی ہے وہ پڑھنے کے قابل ہے۔ وہ لکھتے ہیں

"اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ بہت سے امیر آدمی پروٹین زیادہ مقدار میں کھا جاتے ہیں۔ (یعنے گوشت انڈہ وغیرہ) اور بہت کم ہیں۔ جو کہ پروفیسر وائٹ صاحب کی بتائی ہوئی کم مقدار پروٹین پر گزارہ کرتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ جن لوگوں میں گوشت زیادہ استعمال کرنے سے گردوں کے یا نقرس کے مرض کا احتمال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ انہیں اس تجربہ کے اچھے نتائج اس وجہ سے ہوئے ہوں۔ کہ ان کو ایک حد اعتدال کے اندر رہنا پڑا۔" ان کا مطلب یہ ہے کہ گوشت کی مقدار کم کر دینے سے ان کی صحت درست ہو گئی۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ گوشت کا استعمال بالکل ترک کر دینا چاہیئے۔

پھر وہ لکھتے ہیں۔ کہ "اگر ہم سب ہمیشہ کے لئے پروفیسر چٹنڈن صاحب کی بتائی ہوئی پروٹین کی مقدار (یعنی ۵۰ گرام) کھانا شروع کر دیں۔ تو ہم خطرناک طور پر فقط دن کاٹ رہے ہونگے۔ جس کو گزارہ کرنا کہتے ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر کوئی ناگہانی حادثہ ہو گیا۔ یا کوئی سخت مرض لاحق ہو گیا۔ تو اسوقت جسم کے پاس بالکل کوئی محفوظ طاقت نہ ہوگی جس سے اسوقت جسم مرض کا مقابلہ کر سکے۔ اور مرض آناً فاناً میں جسم کو ہلاک کر دیگی۔ کیونکہ اس میں مقابلہ کے لئے سامان نہ ہونگے۔ غریب لوگ مدت سے پروفیسر چٹنڈن صاحب کی بتائی ہوئی کم مقدار پروٹین پر بوجہ غربت کے گزارہ کرتے ہیں۔ مگر چٹنڈن کے تجربات صرف چند ماہ تک رہے۔ اور اسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ سب لوگ پھر اسی حد اعتدال سے بڑھ گئے ہوئے ہیں۔ اور ایسی روزانہ خوراک جس میں گوشت کی مقدار زیادہ ہے۔ انھوں نے پھر شروع کر دی ہے۔ غریبوں کی جو حالت ہوئی ہے وہ سب پر عیاں ہے۔ اور یہ ایسی نہیں ہے۔ کہ ہم سب اس کی تقلید کریں۔"

ہندوستان جیسے سبزی خور ملک میں جہاں کوئی کوئی گوشت خور انگریز بھی رہتے ہیں۔ اول الذکر ہی جلدی دباؤں میں موت کا شکار ہوتے ہیں۔ جاپان والوں نے جو حال میں اسقدر جسمانی اور دماغی ترقی کی ہے اس کی وجہ بعضوں کے نزدیک یہی ہے۔ کہ انھوں نے پروٹین غذا کا پہلے سے زیادہ استعمال شروع کر دیا ہے۔

یہ مشکوک بات ہے۔ کہ آیا قلیل مقدار پروٹین کو اوسط مقدار کہا جا سکے۔ جو پروٹین ہم کھاتے ہیں۔ اس میں سے زیادہ حصہ نائی ٹروجن کا یوریا کی شکل میں بغیر جزو بدن بننے کے نکل جاتا ہے کچھ حصہ ان کا جسم کو اپنے ٹوٹے ہوئے اجزاء بدن tissue cells کی مرمت کرنے کے لئے ضرورت ہوتی ہے۔ اور اس کے نہایت ہی قلیل المقدار انتہائی جزو جسم کے نئے اجزاء بنانے میں کام آتے ہیں یعنی جزو بدن بنتے ہیں۔ ان کو انگریزی میں cleavage products کہتے ہیں۔ ہم ان انتہائی باریک اجزاء کو حاصل کر کے جزو بدن بنانے کے لئے پروٹین کو جو بظاہر زیادہ معلوم ہوتے ہیں۔ استعمال کرتے ہیں۔"

اس سے معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ پروفیسر چٹنڈن صاحب کے چند ماہ کے تجربات سے ہم یہ نتیجہ ہرگز نہیں نکال سکتے۔ کہ ہمیشہ کے لئے ہم پروٹین کی مقدار کم کر کے محفوظ اور غالی از خطرہ رہ سکتے ہیں۔ ہاں اگر چند ایسے لوگوں کی صحت اس قلیل مقدار پروٹین سے جنھوں نے گوشت کے استعمال میں پہلے بے اعتدالی سے کام لیا ہو۔ اچھی ہو گئی ہو۔ تو یہ اور بات ہے۔ اس کی مثال تو ایسی ہی ہے۔ کہ ہم ایک بدہضمی کے مریض کو کہہ دیں کہ بھائی دو دن صرف نصف روٹی روزانہ کھاؤ۔ اور پکایا ہوا پانی منکا ڈالکر پیتے رہو۔ اور اس سے ہم یہ دیکھ کر کہ اس کی صحت میں نمایاں ترقی ہے۔ اور بھوک بھی اب خوب لگتی ہے۔ دماغ بھی پہلے سے بہت کچھ فرحت محسوس کرتا ہے۔ یہ نتیجہ نکال لیں۔ کہ چار روٹی روزانہ کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ نصف روٹی اور منکے کا پانی صحت کے لئے بہت اچھا ہے۔ ایسا استدلال جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ زیادہ کھانے والوں کو کچھ دن کے لئے کھانا کم کر دینے سے فائدہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ضروری ہے۔ کہ ان کے معدہ اور گردوں کو جن پر زیادہ بوجھ پڑا ہے کچھ آرام دیا جائے۔ اور اتنا عرصہ وہ اپنے جسم کی غذا کے سٹور سے خوراک حاصل کریں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ چٹنڈن صاحب نے جن پر یہ تجربات کئے ہیں۔ ان کی اچھی صحت کی وجہ صرف یہ ہو۔ کہ انکو ایک عرصہ تک ڈاکٹر کی ہدایات پر سختی سے عمل کرایا گیا ہو۔ اور وہ سب قسم کی افراط و تفریط سے بچے رہے ہوں۔ اور اس میں پروٹین کی کمی کا کچھ بھی دخل نہ ہو۔"

ہیلی برٹن کا آخری فقرہ غور کرنے کے قابل ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ "صحیح تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ انسان ہمیشہ فطرت کے ماتحت پروٹین زیادہ مقدار میں کھاتا رہا ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ سوائے چند ایک استثنائی صورتوں کے گوشت خور اقوام ہمیشہ سبزی خوروں پر غالب رہی ہیں۔"

پروفیسر چٹنڈن کے تجربات کی جب پروفیسر بین ڈکٹ نے خوب تحقیقات کی۔ تو معلوم ہوا۔ بعضوں کی صحت کو سخت نقصان پہنچا تھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ ہم کیوں ضرورت سے زیادہ پروٹین استعمال کریں جبکہ نیچر نے پروٹین کے سٹور کرنے کے لئے (چربی اور نشاستہ والی اشیاء کیطرح) کوئی سامان نہیں کیا۔ اسکا جواب یہ ہے۔ کہ پروٹین کو جزو بدن بننے کے لئے نہایت باریک اجزاء میں منقسم ہونا اور چھننا پڑتا ہے اور یہ جسم کے لئے نہایت ہی قیمتی جوہر ہے۔ جس کو جسم ہرگز ضائع نہیں کر سکتا۔ اس لئے ہمکو باوجودیکہ بہت سا پروٹین ضائع ہو جاتا ہے پروٹین زیادہ مقدار میں کھانا پڑتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے انسان کو بڑی حسامت والا اور سرعت سے کام کرنیوالا جگر دیا ہے۔ کہ وہ پروٹین کے فضلات کو باہر پھینک سکے۔ نیچر ان باتوں میں تنگدلی سے کام نہیں لیتی۔ ڈاکٹر لیتھ Leathes کہتا ہے۔ کہ بچے کے لئے نیچر بچہ کی ضروریات۔ اور اس کے جسم کی پرورش سے کہیں بڑھ چڑھ کر ماں کی چھاتیوں میں دودھ پیدا کر دیتی ہے۔ (چنانچہ یہ دس گنا زیادہ ہوتا ہے۔) امراض کے مطالعہ سے ہم کو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ جسم کو پروٹین کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے مرض تپ دق کے جدید علاج کا بڑا جزو یہ ہے کہ مریض کو خوب پروٹین کھلایا جائے۔ بعض اعصابی کمزوریوں میں بھی غذا خاص طور پر بڑھا دیجاتی ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جسم صرف اپنی محفوظ طاقتوں سے ہی ان امراض پر غلبہ حاصل کرتا ہے۔ ہمیں ابھی تک معلوم نہیں۔ کہ نیچر نے پروٹین کے سٹور کرنے کے لئے جسم میں کہاں جگہ رکھی ہے۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ بعض لوگوں میں یہ سٹور زیادہ ہوتا ہے۔ اور وہ خوش نصیب ہیں۔ جن کے پاس یہ سٹور موجود ہو۔ جسم کی قوۃ مدافعت Immunity کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خون میں بعض ایسے اجزاء موجود رہتے ہیں۔ جو مرض کے جراثیم کا مقابلہ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ پروٹین کے سٹور کی بدولت ہی یہ طاقت خون کو ملتی ہو۔

پروٹین میں یہ بات خصوصیت سے پائی جاتی ہے۔ کہ اس سے جسم میں حرارت عزیزی بڑھ جاتی ہے۔ جو لوگ پروٹین کم کھاتے ہیں (چٹنڈن کے تجربہ سے یہ ثابت ہوا) ان کو سردی کی عموماً شکایت رہتی ہے۔ یہ خوبی انکے ایک خاص کیمیائی اثر کا نتیجہ ہے۔ جس کو Specific Dynamic action کہتے ہیں۔ پروٹین کی اس خصوصیت کو پروٹین غذا کی مقدار کی حد بندی کرتے وقت نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے اس لئے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا۔ کہ ہم پروٹین کی مقدار غذا میں کم نہیں کر سکتے۔ (باقی دارد)

دیوبند کے مولوی پر نماز بند

(از مرزا کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

مخفی نہ رہے کہ مضمون کے مطالعہ و معائنہ سے پہلے ناظرین فاروق کا یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ نماز بند ایک پیچ کا نام ہے۔ اور یہ پیچ حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہٗ کا ایجاد ہے آپ نے اس پیچ کو ایک کافر پر کسا تھا۔ اور نماز بیٹھے پڑھتے رہے۔ اور وہ دیو کافر بیکس گتھا ہوا کروٹ میں پڑا رہا۔ کیونکہ علی علیہ السلام نے اسکا ہاتھ اپنی ساق مبارک سے باندھ رکھا تھا۔ پیچ نماز بند اور پیچ دشمن کشؑ علی علیہ السلام نے حضرت قنبر رضی اللہ عنہ کو بتائے تھے۔ متقدمین پہلوانان دہلی و پنجاب اس پیچ کو بخوبی جانتے تھے۔ آجکل کے نوجوان مولویوں کا احوال نہیں معلوم کہ وہ بھی بمصداق فاضربوا فوق الاعناق واضربوا منھم کل بنانٍ (سورۂ انفال ع ۲) کچھ جانتے ہیں یا نہیں۔ البتہ اس عاجز احمدی کو نماز بند کا انداز اور ٹھاٹ بخوبی معلوم ہے۔ سلطان جلال الدین اور غلام علی شاہ لاہوری بھی اس کے ماہر تھے۔

پس الہ آباد میں دیوبندی مولوی پر مجھ ایک ادنےٰ خادم مسیح موعود علیہ السلام نے نماز بند کس کر مُردہ کر دیا۔ اور وہ اس عاجز کے سامنے حیات مسیح علیہ السلام نہ ثابت کر سکا۔ اور توفی نے اس کی روح کو قبض کر لیا۔ یہاں تک نوبت رسید کہ وہ ناک میں بولنے لگا۔ اور گھبرا کر نبوت میں بحث کرنے لگا۔ حالانکہ بعض حاضرین جلسہ نے مولوی دیوبندی سے کہا بھی کہ پہلے حیات و وفات مسیح علیہ السلام کا فیصلہ ہو جانا چاہیئے۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور کہنے لگا۔ کہ نبی آخر الزمان کے بعد نبی نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت بھی آخر الزمان کے بعد ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اجماع ہو چکا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

صاحبان میں جو مسیح موعودؑ فارسی النسل **کبیر احمدی** کا مرید ہوں۔ آپ اصحاب کے روبرو بیان کرتا ہوں۔ کہ ہمارا کلمہ طیبہ یہ ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ یعنے بعد خدا تعالےٰ کے اول نبی محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ خدا رب العالمین اور محمدؐ رحمت العالمین ہیں۔

اور بمصداق ما کان محمدٌ ابا احد من رجالکم ولاکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ ہم آنجناب کو خاتم مانتے ہیں۔ یعنی نبیوں کی مُہر بغیر آپؐ کی مُہر کے نبوت باطل۔ اور جس پر آپؐ کی مُہر ہو نبوت صحیح۔ اور صادق ہوتی ہے۔ اور اہل دل اُسکو قبول کرتے ہیں۔ اور پریشان دل قبول نہیں کرتے۔ تباہ رہتے ہیں۔ سو ہم بفضل خدا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین بدل یقین کرتے ہیں کیونکہ قرآن کریم میں خاتم لکھا ہوا پاتے ہیں۔ لکن فقرہ آخر الزمان کا قرآن مجید میں نہیں۔ پھر کیونکر مولوی صاحب ہم آنجناب کو نبی آخر الزمان کہیں۔ آپ غور کریں۔ ہاں یہ پیچ ہے۔ کہ آخر زمانہ میں دجال اور احمدؐ نبی کا ہونا قرآن شریف اور حدیث شریف سے روز روشن کی طرح ہویدا ہے۔ سو کوئی صاحب آپ میں سے سید المرسلینؐ کو آخر الزمان نہ کہیں۔ بلکہ مسیح موعود علیہ السلام کو بلا تکلف آخر الزمان تسلیم کریں۔ اور احمدؐ سے پہلے نبیوں کو فوت شدہ بدل یقین کریں۔ تاکہ آپؐ جلالی اور جمالی زمانوں کے وارث ہوں۔ اور یہی اصل انجیل مسیح اور انجیل کبیر کا منشاء ہے۔ لیجئے انجیل کبیر مفت تقسیم کرتا ہوں۔ اور تقسیم کرنا شروع کیا۔ پھر کیا تھا تمام لوگوں نے انجیل کیلئے ہاتھ پسارے مجمع منتشر ہوا۔ مولوی چلاتا رہا شاہ مدار کا سا میلہ ہو گیا۔ میں وہاں سے کافور ہوا۔ خیر یہ تھی کہ برٹش گورنمنٹ کی دردی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیحی صاحبان سے ایک ہزار ایک سوال حل طلب

سوال نمبر ۴۵

عیسائی صاحبان کا دعوےٰ ہے۔ کہ چونکہ بائبل میں یسوع کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اسواسطے وہ حقیقتہً خدا کا بیٹا ہے۔ گویا خدا کے ساتھ ایک دوسرا خدا اور اقنوم ثانی ہے لیکن اسی بائبل میں اوروں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ لفظ بیٹا کے جو معنے اوروں کے حق میں اسی کتاب میں لئے گئے ہیں۔ وہی معنے یسوع کے حق میں نہ لئے جائیں۔ ایک ہی کتاب میں ایک ہی لفظ کے معنے صرف ایک جگہ کچھ اور کرنے۔ اور باقی سب جگہ کچھ اور کرنے بغیر کسی معقول وجہ کے ہرگز قابل تسلیم نہیں ہو سکتے۔ اگر پادری صاحبان کے پاس اس کے واسطے کوئی دلیل ہے۔ تو بیان کر کے مشکور فرمادیں۔

سوال نمبر ۴۶

یوحنا باب ۱۰ آیت ۳۴ میں لکھا ہے۔ "یسوع نے انہیں جواب دیا۔ کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ تم خدا ہو۔ جب کہ اُسنے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا۔ خدا کہا۔ اور ممکن نہیں۔ کہ کتاب باطل ہو۔ تم اوسے جسے خدا نے مخصوص کیا۔ اور جہان میں بھیجا کہتے ہو۔ کہ تو کفر بکتا ہے۔ کہ میں نے کہا۔ کہ میں خدا کا بیٹا ہوں"۔

اس آیت میں یسوع اپنے آپ کو پہلے انبیاء سے کمتر ٹھیراتا ہے۔ کیونکہ پہلوں کو خدا کہا گیا۔ اور وہ اپنے آپکو خدا نہیں کہتا۔ بلکہ خدا کا بیٹا۔ پس کیا اس سے یہ صاف ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ وہ اقنوم ثانی نہ تھا۔ بلکہ دیگر انبیاء کی طرح۔ ہاں اُن سے کم درجہ پر۔ خدا کا صرف ایک فرزند تھا۔

سوال نمبر ۴۷

زبور ۸۲/۶ میں حضرت داؤد علیہ السلام اپنی الہامی کلام میں فرماتے ہیں۔ "میں نے تو کہا۔ کہ تم سب الٰہ ہو۔ اور تم سب حق تعالیٰ کے فرزند ہو۔ پر تم بشر کی طرح مرو گے۔ اور شہزادوں میں سے ایکسی مانند گر جاؤ گے"۔

اس کلام کی یسوع نے بھی تصدیق کی ہے۔ کہ یہ باطل نہیں ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ محاورہ بائبل میں بعض انسانوں کو الٰہ اور خدا کہنا جائز ہے۔ اور بعضوں کو خدا کا فرزند کہنا روا ہے۔ پھر بھی وہ حقیقتہً خدا نہیں۔ بلکہ صرف انسان ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ یسوع کو خدا سمجھا جائے۔ اور صرف انسان نہ سمجھا جائے۔ عیسائی صاحبان جواب دیں۔

سوال نمبر ۴۸

پرانے عہد نامے کی کتاب اتواریخ باب ۲۲ آیت ۱۱ میں حضرت داؤد نبی کو اس کے بیٹے سلیمان کے متعلق اللہ تعالےٰ نے یوں الہام کیا۔

"دیکھ تجھ سے ایک بیٹا پیدا ہوگا۔ اور وہ صاحب صلح ہوگا۔ اور میں اوسے اس کی چاروں طرف کے سارے دشمنوں سے صلح دونگا۔ کہ سلیمان اسکا نام ہوگا۔ اور اس کے دنوں میں اسرائیل کو بخشوں گا۔ وہی میرے نام کے لئے ایک گھر بنادیگا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔ اور میں اسکا باپ ہوں گا۔ اور میں اسرائیل پر اس کی سلطنت کا تخت ابد تک ثابت رکھونگا"۔

اس میں سلیمان کو باوضاحت خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ اور کوئی یہودی یا عیسائی حضرت سلیمان کو خدا کا حقیقی بیٹا نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا۔ بلکہ سب یہی یقین کرتے ہیں۔ کہ بیٹے سے مراد خدا کا پیارا اور مقرب ہے۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ جب اسی بائبل میں یہی لفظ یسوع کے واسطے بولا گیا تو اُسکے معنے کچھ اور لئے جائیں۔ مہربانی کر کے مطلع فرمادیں۔

سوال نمبر ۴۹

یسوں کے بارے میں جو پیشگوئیاں متعدد قصے لوقا یوحنا میں درج ہیں۔ ان میں کہیں ایسے پُرزور الفاظ کے ساتھ جیسا کہ سلیمان کے حق میں آیا۔ یسوع کو کبھی خدا نے نہیں کہا۔ کہ تو میرا بیٹا ہے اور میں تیرا باپ ہوں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ یسوع کو خدا کا بیٹا سمجھا جاتا ہے۔ اور سلیمان کو نہیں سمجھا جاتا۔

سوال نمبر ۵۰

ایسا ہی بائبل کی کتاب اتواریخ باب ۱۷ آیت ۱۱ میں خدا داؤد نبی کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ اور جب تیرے دن پورے ہوں گے۔ اور تجھ کو اپنے باپ دادوں کے پاس جانا ہوگا۔ تو ایسا ہوگا کہ میں تیرے بعد تیری نسل کو تیرے بیٹوں میں سے برپا کرونگا۔ اور اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔ وہ میرے لئے گھر بنادیگا۔ اور میں اس کی کرسی ابد تک پائدار رکھونگا۔ میں اسکا باپ ہونگا۔ اور وہ میرا بیٹا ہوگا۔ اور میں اپنے فضل کو اس سے اُٹھا نہ لونگا۔ جیطرح اس سے جو تیرے آگے تھا اُٹھا لیا۔ اسمیں صفائی کیساتھ خدا تعالیٰ نے داؤد کی اولاد میں سے ایک کو اپنا بیٹا کہا ہے۔ بلکہ اس کی کرسی کو ابد تک پائدار رہنے کا وعدہ کیا ہے۔ حالانکہ یسوع کے واسطے کوئی ایسا وعدہ نہیں۔ پھر کیا سبب ہے۔ کہ جیسا خدا کا بیٹا یسوع کو مانا جاتا ہے۔ اس سے بڑھ کر داؤد کے بیٹے کو نہ مانا جائے۔

ظاہر ہے۔ کہ یسوع کا کوئی باپ نہ تھا۔ اسواسطے وہ داؤد کی نسل سے نہ تھا۔ نہ کسی اور انسان کی نسل سے :۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معیار صادق

گرچہ ہر کس زدہ لاف بیانے دارد
صادق آں است کہ از صدق نشانے دارد

اِنّی اَنا المسیح الموعود فطوبیٰ لمن عرفنی او عرف من عرفنی

اے لوگو میری نسبت جلدی مت کرو۔ اور یقیناً جانو کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں اُسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ سمجھو اور سوچو کہ دنیا میں کس قدر مفتری ہوئے۔ اور ان کا انجام کیا ہوا۔ کیا وہ ذلت کیساتھ بہت جلد ہلاک نہ کئے گئے؟ پس اگر یہ کاروبار بھی انسانی افتراء ہوتا۔ تو کب کا تباہ ہو جاتا۔ کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جسکو افترا اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مُہلت دیگئی ہو۔ وہ مُہلت جس میں سے آجتک بقدر تین زمانہ وحی محمدی علیہ السلام یعنے قریباً چوبیس ۲۴ برس گذر گئے۔ اور آئندہ معلوم نہیں کہ ابھی کسقدر ہیں۔ اگر پیش کر سکتے ہو تو تمہیں خدا کی قسم ہے۔ کہ ایسے مفتری کا نام لو۔ اور اس شخص کی مدت افتراء کسقدر زمانہ ہوا سکا میرے زمانہ بعثت کی طرح تحریری ثبوت دو۔ اور

لعنت اس شخص پر جو مجھے جھوٹا جانتا ہے

اور پھر یہ نظیر مع ثبوت پیش نہ کرے۔ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ اور ساتھ اسکے یہ بھی بتاؤ کہ کیا تم کسی ایسے مفتری کو بطور نظیر پیش کر سکتے ہو۔ جس کے کھلے کھلے نشان تحریر و تقریر اور ہزاروں شہادتوں کے ذریعہ سے میری طرح پایۂ ثبوت تک پہنچ گئے ہوں۔

اے لوگو تمپر افسوس تمنے اپنے ایمان کو ایسے نازک وقت میں ضائع کیا۔ جیسا کہ ایک نادان ایسے لق و دق بیابان میں پانی کو ضائع کر دے۔ جس میں ایک قطرہ پانی کا میسر نہیں آسکتا خدا نے عین صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت میں تمہارے لئے ایک مجدد بھیجا اور صدی بھی چودھویں صدی جو اسلام کے ہلال کو بدر کرنے کے لئے مقرر کی گئی۔ جس کی تم اور تمہارے باپ دادے انتظار کرتے تھے۔ اور جس کی نسبت اہلِ کشف کے کشفوں کا ڈھیر لگ گیا تھا۔ اور دوسری طرف مجدد کے ظہور کے لئے ضرورتیں وہ پیش آئی تھیں۔ جو کبھی نبوت کے زمانہ کے بعد پیش نہ آئیں۔ مگر آپ لوگوں نے پھر بھی قبول نہ کیا۔ اس مہدی کے وقت میں جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے۔ خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوا۔ جو قریباً گیارہ سو برس سے تمہاری حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود تھا۔ مگر آپ لوگوں نے پھر بھی نہ سمجھا۔ چودھویں صدی میں سے سترہ برس (مگر اب ۴۳ برس) گذر بھی گئے۔ مگر پھر بھی آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ سوچ پیدا نہ ہوئی۔ یہ ضرورتیں اور صدی خالی گئی۔ کیا تم میں کوئی بھی سوچنے والا نہیں؟ میں نے بار بار کہا۔ کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں نے بلند آواز سے ہر ایک کو پکارا۔ جیسا کوئی پہاڑ پر چڑھ کر نعرہ مارتا ہے۔ خدا نے مجھے کہا۔ کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو کہدے۔ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے۔ پس کیا تم خدا کی گواہی کو رد کرو گے۔ خدا کا کلام جو مجھ پر نازل ہوا۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مومنون
قل عندی شھادۃ من اللہ فھل انتم مسلمون
قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
وقل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً من اللہ

غرض خدا کے نشان میرے ساتھ ہیں۔ اس کی مانند جو خدا کے پاک نبیوں کے ساتھ تھے۔"

(مسیح موعود علیہ السلام)

میرے دوستو اب خدا کی نصرتوں کا وقت ہے۔ امام کے ساتھ ہو لو۔ اس کی اتباع میں وہ لذت پاؤ جو دائمی ہے۔ اپنے آپکو اس قابل بنالو۔ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا ناصر ہو۔ ورنہ یاد رکھو وہ زمانہ جلد آنیوالا ہے جبکہ اس مسیح محمدی کے مخالف دنیا میں اسطرح ذلیل و خوار ہو کر رہینگے جیسے کہ مسیح موسوی کے مخالف یہود کا حال ہے۔ اسلام کی نصرت کا وقت ہے۔ اگر تم پیچھے رہ گئے۔ اور اس مسیح موعودؑ کے جھنڈے تلے نہ آئے تو دین و دنیا میں خسران ہے ؎

بمفت ایں اجر نصرت را مہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمان است ایں و ہر حالت شود پیدا
ہمے بینم کہ دادار قدیر و پاک مے خواہد
کہ باز آں قوتِ اسلام و آں شوکت شود پیدا

فاروق مندرجہ بالا ہینڈ بل برادرم ملک عزیز احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شہر راولپنڈی نے بغرض تبلیغ طبع کرایا ہے۔ ۸ر سینکڑہ کے حساب سے سیکرٹری صاحب موصوف سے منگوا کر احباب کثرت سے تقسیم کریں۔ ثواب ہوگا۔ (پتہ محلہ قطب الدین شہر راولپنڈی سے طلب کریں)

(فاروق پریس قادیان میں زیر انتظام ملک عزیز احمد طبع ہوا)

جوھر شفائے زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار۔ کھانسی خشک یا تر بلغم۔ خون آتا ہو۔ سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے۔ تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ عہ۔ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے۔ پرہیز ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے:۔

المشتہر

ایس عزیز الرحمن۔ قادر بخش انجینیر قادیان